یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

سراپا احسان خدا کہ سراپای محمد مصطفی شفیع الامم نبی العرب والعجم مسمی آمد

سراپای رسول اکرم

در مطبع مظہر العجائب مدراس حلیہ الطباع پوشید صلی اللہ علیہ وسلم

اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

للہ الحمد شب غم نے اوٹھایا بستر
مژدہ اے دل کہ ہوا نور خدا پیش نظر
مرحبا طالع بیدار مبارک ہو سحر
بارک اللہ طبیعت کا ہی رنگ دیگر

گر نہو پاس ادب تو مجھے کچھ دعوا ہی
سجدہ کرتے ہین ملایک مرا وہ رتبہ ہی

آج کس دھوم سے خدام سخن آتے ہین
تنگی بزم جہان دیکھ کے گھبراتے ہین
مسندین فکر کے محفل مین بچھا جاتے ہین
گاؤ تکیہ کرۂ ارض کا اوٹھواتے ہین

یہہ ترا کوکبۂ شاہ سخن اقدس کا
تنگ ٹھیرا جسے خیمہ فلک اطلس کا

ہم دکھاتے ہین طبیعت سے تماشے کتنے
جل گئے غنچۂ خورشید سے نکتے کتنے
عالم نور مین چھوڑ آئے ہین شوشے کتنے
عقد پروین سے لکھے ہمنے معمے کتنے

سادہ کاغذ ورق مہر درخشان ہی آج
دست پر نور غلامان رہ تین قلمدان ہی آج

یون خرامندہ بشوخی قلم رعنا ہی
موج ہی جس سے خجل عزق عرق دریا ہی

بال پروازی پرِ چنگیون پر اوڑتا ہی
آہو شوخ ہی کیا کبک خرامان کیا ہی

کوئی شاخ آہو ونکی جلوہ گری مین تو نہین
کوئی سرخاب کا پر کبکِ دری مین تو نہین

جوش آب دُرِ مضمون کی یہہ ہی طغیانی
عقل اول نے لکھا جسکو محیطِ ثانی

سخنِ صاف سے اس درجہ ہوی حیرانی
حلب آئینہ ہوا آئینہ پانی پانی

ہند مین جوش طبیعت جو کوی لہر دکھائے
سنکے اس نقشے کا جمنا ابھی گنگا جل جائے

آج کس رنگ سے گلزار سخن ہی پھولا
جب کھلا غنچہ تو دروازہ کھلا جنت کا

عالم نور ہی یہہ گلشن رنگین بخدا
سایہ ہر نخل کا ہی آئینۂ عکس نما

ہر شجر شمع ہدایت سے ہے لگن تھالی ہین
نام ظلمت نہین لالی کے یہان لالی ہین

سطر سنبل گلِ تر حرف ہی غنچہ نقطا
کاغذ مشق ہی اک سبز چمن کا تختا

طوطی بولا میری خامہ کا میانِ شعرا
کیون نہ آج مین لکھتا ہون سراپا کسکا

جسکو گلدستۂ باغ ابدیت کہیے
خندۂ صبح بہار احدیت کہیے

گیسوِ حور قلم ہوکے بنے خامہ ہو
شاید آراستہ ہوجائین سخن کے گیسو

یا اوڑا لیجئے فردوس سے شاخ شبو
کہ شب فکر مین ہر سمت اوڑے مشکین بو

یا لکھون خامۂ نرگس سے یہہ رکھکر امید
مثل نرگس ہو قیامت مین مرا نامہ سفید

کیسی تصویر جب کھینچ لے نقاش ازل
خود لگا کہنے کہ ہر وصف مین توہی افضل
تیری صورت سے کھلے معنی ما قل و دل
انبیا شرح مفصل ہین تو متن مجمل
توہی خورشید ترے سامنے انجم ہین نبی
تیرے شمسیہ سے تقویم کہن ہی قطبی

توہی داؤد نغم توہی سلیمان خاتم
فکر یحیی ہی تو ذکر زکریا ہر دم
خلت خاص خلیل و برکات آدم
شکر یعقوبی و صبر دل ایوب بہم
حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

واہ تصویر ہی بس حق کی قسم یہہ تصویر
ہی دل و جان رسل فخر امم یہہ تصویر
بسکہ آئینۂ وحدت مین ہی ضم یہہ تصویر
عالم نور ہی سرتا بقدم یہہ تصویر
سایہ زیبا ہی نہ تھا آپکی قامت کے لئے
روشنائی تھی یہی مہر نبوت کے لئے

جسم محبوب خدا نور کا اک پتلا ہی
سایۂ حق وہ شہ منزلت طہ ہی
اسکی قامت کو بھلا سایہ مناسب کیا ہی
سچ ہی محبوب جو لاثانی وہ یکتا ہی
لاکہہ عاشق ہون مگر لطف دو محبوب نہین
ظل حق ہو تو ہو پر ظل بنی خوب نہین

قد کی اوصاف رکھو یاد نہ بھولو لخدا
سجدۂ سہو نہین ایسی عبادت مین روا
اب آئینۂ باطن سے وضو کرکے ذرا
انی وجہت کرو نیت صادق سے ادا
اٹھہ کھڑے ہو پی تعظیم یہی طاعت ہی
قد و قامت نہین یہہ نعرۂ قد قامت ہی

کیسی تصویر جسے کھینچکے نقاش ازل — خود لگا کہنے کہ ہر وصف مین تو ہی افضل
تیری صورت سے کھلے معنی ما قل و دل — انبیا شرح مفصل ہین تو متن مجمل

تو ہی خورشید تیرے سامنے انجم ہین نبی
تیرے شمسیہ سے تقویم کہن ہی قطبی

تو ہی داؤد نغم تو ہی سلیمان خاتم — فکر یحیی ہی تو ذکر زکریا ہر دم
خلت خاص خلیل و برکات آدم — شکر یعقوبی و صبر دل ایوب بہم

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

واہ تصویر ہی بس حق کی قسم یہہ تصویر — ہی دل و جان رسل فخر امم یہہ تصویر
بسکہ آئینۂ وحدت مین ہی ضم یہہ تصویر — عالم نور ہی سر تا بقدم یہہ تصویر

سایہ زیبا ہی نہ تھا آپکی قامت کے لئے
روشنائی تھی یہی مہر نبوت کے لئے

جسم محبوب خدا نور کا اک پتلا ہی — سایۂ حق وہ شہ منزلت طہ ہی
اسکی قامت کو بھلا سایہ مناسب کیا ہی — سچ ہی محبوب جو لاثانی وہ یکتا ہی

لاکھہ عاشق ہون مگر لطف دو محبوب نہین
ظل حق ہو تو ہو پر ظل بنی خوب نہین

قد کی اوصاف رکھو یاد نہ بھولو لخدا — سجدۂ سہو نہین ایسی عبادت مین روا
اب آئینۂ باطن سے وضو کرکے ذرا — انی وجہت کرو نیت صادق سے ادا

اٹھہ کھڑے ہو پی تعظیم یہی طاعت ہی
قد و قامت نہین یہہ نعرۂ قد قامت ہی

عرش پر کرسی بچھائی ہی مرا ذہن رسا
ای فلک فکر باندازۂ ہمت ہی بجا

اب یہان آمد مضمون ہی کہ وحی نہ حی
تو و طوبی و من و قامت محبوب خدا

ان مثالون سے تسلی نہین میرے جی کی
یعنی کچھ قدر نہین آمد بالائی کی

راستی جوہر آئینۂ ایمان ہی دلا
دیکھے دو نو الف اوسکے تو کھلا یہہ نکتا

کہدے ایمان سے کہ وہ قد ہی الف ایمانکا
ایک احمد کا الف ایک احد کا ٹھیرا

سر ایمان حدوث و قدم اول کو عبور
دوسرا وادی ایمن ہی شمع سر طور

سر اقدس ہی حباب لب دریای قدم
میم احمد کا ہی دامان احد سے منظم

درة التاج ہی اس بحر کا یہہ قطرۂ نم
ہین حدوث اور قدم دست و گریبان باہم

قطرہ بگریست کہ از بحر جدائیم ہمہ
بحر بر قطرہ بخندید کہ مائیم ہمہ

لئے امت کے گنہ آپنے اپنے سر پر
دن گنے جاتے ہین کب روز شمار آئے نظر

مغفرت کیون نہ پڑے پانو یہان آ آ کر
زلف مشکین کو دکھا کر یہہ کہین پیغمبر

ہان چلو حشر کے بازار کا سودا دیکھو
نقد سرمایۂ امت کا سیاہا دیکھو

سایہ ہی فرق ہمایون پہ جناب حق کا
عالم غیب کا سردار ہوا جلوہ نما

پر و بال افسر شہ پر نہین کھولی ہی ہما
نہین سرکار یہہ سلطان حبش کے شاہا

کشور کاکل پہ پیچ و خم سرور ہی
نہ ختن ہی نہ خطا ہی نہ یہہ عنبر سری

سلہ لفظ ایمان مین دو الف ہین ایک الف کی وضع ... لفظ ایمان باقی رہتا ہی اور دوسرا حذف ہوتا ہین اور ایمان پڑھتے ہین ... یہ الف الف وصل ہو ... دریا ہے حدوث اور قدم ... الف احمد کا اور دوسرا الف [illegible] احد کا ہی ۱۲

خوش نویس ازلی کا قلم نادرہ کار
ہر رگ و ریشہ سے ہی صاف یہ ست بہار
باغبانیٔ ارم کا تحسین ای است زار
زلف سرخط ہی کہ لکھا ہی بخطِ گلزار

کوچۂ خلد نظر آنے لگا دنیا مین
خوب فردوسیہ لکھا ہی خطِ طغرا مین

رخ پرنور کا ہی کاکل شبگون سے ظہور
دیکھ لو دامن موسی کے تلے شعلۂ طور
سنبلی مین ہی عیان جلوۂ ماہِ پرنور
ابر رحمت مین ہی خورشید قیامت مستور

شب معراج مین ہی شمع تجلی روشن
لیلۃ القدر مین ہی نور الٰہی روشن

وصف پیشانی مین ہوتا ہی قلم سربزمین
لوح بسم اللہ ابرو جبی کہئے بیقین
مصحف گل ہی رخ خاتمۂ نسخۂ زیبا
سورۂ فاتحہ مصحف گل ہی وہ جبین

یارون کے غنچہ مین کہئے یہ شگوفہ کس سے
پڑہئے دیباچہ گلستان ارم کا کس سے

ای فلک تجھکو دکھانے نہ تھی پیشانی
ٹکرے ٹکرے ہی قمر مہر ہی یا نی یا نی
نسبت و۔۔ہ واختر بھی نہ تونے جانی
حیف کم مایگی و بارگہ سلطانی

چاندنی برج قمر مین نہ کتان کی چمکی
نہ لگی خانۂ خورشید مین چھیت شبنم کی

ہین دو ابروے وسیہ زیب جبین انور
طاق یا خانۂ خورشید کے آتے ہین نظر
نقشہ ابرو کا دکھائی جو عطارد لکھکر
سہ تو تیغ سے مریخ کے ہو دو پیکر

خواب مین بھی جو وہ زہرہ جبین پیش آئے
مشتری یوسفِ کنعان کی زحل ہو جائے

دیکھو ہم پہلو پیشانی انور ابرو | ہین اسی آئینۂ صاف کے جوہر ابرو
ابروسے دم خنجر ہین مقرر ابرو | موج دریا ہی شجاعت ہین سراسر ابرو

دیکھے آئینۂ ماہ مین تصویرین ہین
یا کھچے معرکۂ بدر مین شمشیرین ہین

ایک رگ مخفی ہی جو ہین دو ابروے سیاہ | کہ نظر آتی ہین وقت غضب شاہنشاہ
یہہ عجب نام خدا معجزۂ خاص ہی واہ | الف اسم چھپائی ہی یہان بسم اللہ

لفظ و معنے مین عجب ابرونکی طاق ہوئی
الف طاق چھپایا تو عدد طاق ہوئی

رگ جو کانٹا ہی تو شاہین ترازو ابرو | مردمک سنگ ہی اور پلہ ہی چشم دیکھو
آنکہ پر جاسے اگر جانب امت سر مو | صاف رکھے رہے میزان قیامت یکسو

پلے پر وہ جو ہمارے ہو تو کیا کھٹکا ہی
مردم چشم کہین ہمنے اُسے تولا ہی

رگ ہی کانٹا تو خلش سے ہین دشمن کو پناہ | ابرو شاہین ہی تو پھر صید ہی ماہی تا ماہ
مردم چشم ترازو جو کرے تیر نگاہ | قدر انداز سخن بولین کہ ماشاءاللہ

چشم بیمار کی ہون کیون نہ اطبا طالب
نظریات سے بے بہرہ ہی میزان الطب

طرفہ مضمون ہی مجھے پیش نظر ہو آگاہ | منتظر چشم نبی پر بھی ذرا کیجے نگاہ
ایسی نرگس کہین دیکھے ہی نہ بادام سیاہ | چشم بد دور عجب آنکھہ ہی ماشاءاللہ

لاکھہ اگر اچھی سے اچھی کوئی تشبیہ کہی
چشمکین مارے سخن کو نظر گفتہ کہی

۱۱۰ عدد لفظ طاق کے کہ ایکسو دس ہین رہ جاتے ہین اگر ایک عدد الف کا کم کر دیا جاے تو عدد اسکی ایکسو نو طاق ہین باقی رہتے ہین ۱۰۹

اک نیا نسخہ نکالون دل پر جوہر سے — صفحہ پر سیم کی لکھین جسے آب زر سے
پلکین اکسیر کی بوتی ہین سنا اکثر سے — دیدۂ چشم پہ ہی آنچ رخ انور سے

صدقے ای دولت بیدار تری سونی کی
ڈھیلی آنکھونکی نہین ڈھیلی ہین یہ سونی کی

گوش پر نور تہ زلف شب آسا مستور — کہین دہوکے سے بھی دیکھے تو سحر ہو کافور
رنگ کا. سکی صبا سنکے چمن مین مذکور — کبھی گل سے کہ ہوا ہو نہ ٹھہر سیر حضور

گوہر وصف سے گردامن دریا پر ہو
یون صدف سے کہے موتی کہ بس اب چل دور ہو

سر فلک گوش قطب گرچہ یہہ تشبیہ ہی تیز — چشم کا ہی یہہ اشارہ کہ کرواس سے گریز
ہی زمین کعبۂ ابرو کی تری مردم خیز — رخ کی میدان ہین ہر اک ذرہ ہی شمس تبریز

گوش ویسی کو یہی دیکھکے سب کہتے ہین
قطب اور صاحب انفاس یہان رہتے ہین

آب آئینہ خدین سنور سے مگر — سوچ اونچی ہی جسے بینی سمجھتے ہین بشر
یوسف حسن کا معراج ہی یا پیش نظر — اور تشبیہ کہون اس سے بھی کچھ بالاتر

خد کے آگے الف لفظ خدا بینی ہی
واہ خود بینی یہان عین خدا بینی ہی

چشمۂ فیض ہی حضرت کا لب جان پرور — نخل بادام وہ بینی ہی لب کوثر پر
شاخ ہی ابرو خم چشم مبارک ہی ثمر — اب کہون بات بینی کی کہ یہہ سب کچھ ہی مگر

یہی حیرت ہی کہ اسکا نہین ہمسایا دیکھا
دیکھی رخسار تو حیرت زدہ یہ خود آکیا دیکھا

چشمۂ مہر سے اس بحر مین اب ونق ہے
وصف رخسار ادا کرنیکا مجھپر حق ہے

صفحۂ ماہ تنگ انگشت قلم سے شق ہے
رنگ رخسار سحر سا نہی جسکے فق ہے

مطلع صبح بیاضی ہے کہ نورانی ہے
حسن مطلع یہہ مگر فرد ہے لاثانی ہے

روبروائی جو آئینہ تو اک سکتا ہو
شامت آجائے جو خورشید کو یہہ سودا ہو

شمع کی بھی دہوین اوڑجائین جو کچھہ دعوا ہو
بھور ہو جائے قمر حسن پہ گر بھولا ہو

حشر برپا ہو جو کنعان مقابل آئین
چیخ پر سورۂ یوسف کو ملک لیجائین

روبرو جلوۂ خورشید کی سایا کیا ہے
عاقلو غور سے دیکھو کہ یہہ نکتا کیا ہے

سامنے شمع منور کے اندھیرا کیا ہے
امی ہونے مین بھلا آپکے شبہا کیا ہے

کوئی تدبیر تو پڑھنے کی بجا ہی نہ رہی
نور رخسار سے حرفون مین سیاہی نہ رہی

لب شیرین ہے کہ اعجاز نہین جائے سخن
سوزن خامہ ہے ہر چند مسیحائے سخن

کیا لکھون وصف قلم ہے ید بیضائے سخن
ٹکڑے ٹکڑے ہے مگر خلعت زیبائے سخن

کاردی کہئے جو شفتالو سے وہ راضی ہے
ورقطعاً جو وہ حلوا ہے تو مقراضی ہے

لب جان بخش کی تشبیہ دم عیسی سے
آب حیوان نہ کہا خضر نے گو جیتے دے

دی نہ دم دیتی رہے گرچہ مسیحا بھی مجھے
اب فقط رہ گئی خورشید کی جھوٹے شیشے

کہون یاقوت تو وہ باتین یہان بائین نہین
لعل سمجھون اوسے آنکھین میر پھر آئین نہین

مرحبا است مرحوم رسول عربی
نوشدارو ہی تمھین بہر مسرت طلبی
دل تمھارا بھی ہی پژمردہ نہی بوالعجبی
فیض یاقوتی لعل لب جان بخش نبی

اور جو ریش مبارک پہ وضو کا نم ہی
قوت دل کے لئے شربت ابریشم ہی

فکر وصف دُرِ دندان مین کٹا سارا دن
جسکی تشبیہ نہو اوسکی صفت کیا ممکن
رات بھر تارے ہی گنتی رہی بیٹھے محسن
یون تو ثابت ہی کہ سیارے ہین وشن لیکن

غور سے دیکھو تو بس شیشے کے تبخالے ہین
یا لب ساغر گردون کے یہہ تبخالے ہین

قطرہ جب سایلِ تشبیہ ہوا رو رو کر
پانی پانی مین ہوا جوشِ مروت سے مگر
آیا دامن مین لئے گردِ یتیمی گوہر
معنی تازہ طبیعت سے کھلے یون دل پر

کہ درین قطرۂ سایل نم لا تنہر نیست
وز پی درِ یتیم آیۂ لا تقہر نیست

قال لے مصحف عارض سے رسولون نے بہم
رشک سے خون ہوا سینۂ عیسیٰ مین دم
تو ملا سین انا سید ولد آدم
طور سینا پہ پسینے سے ہوی موسیٰ نم

حق مین یوسف کی سلاسل ہوی دندانہ سین
ذکر ارہ ہوی بہر زکریا سین

اک تبسم ہی کلید در جنت ہی یہان
نامہ بخشش امت ہی جو حضرت کی زبان
ہوی غفارکی دندانہ تشدید عیان
لفظ اللہ سر نامہ ہی سلک دندان

نامہ ملفوف لبون مین ہی بطرز دلخواہ
ہی لفافہ پہ خط پشت لب انشاء اللہ

ای سخندان کئے اسرار دہن کسنے بیان
پوہنچی ہین حقۂ گوہر کی جگر تک دندان

ملگیا خاک مین جو چشمۂ آب حیوان
درج یاقوت مین ہی آتش حسرت کا دہوان

شش حقہ کی کلی کا بھی لگا دم گھٹنے
پستہ کی منہ پہ لگی صاف ہوائی چھٹنے

کوئی کہتا ہی کہ اوسکو شکرستان کہیئے
خضر بولے کہ اوسے چشمۂ حیوان کہیئے

کوئی کہتا ہی ملاحت کا نمکدان کہیئے
اور سلیمان نے کہا خاتم یزدان کہیئے

جس جگہہ گذرے وہان تذکرہ تازہ ہوا
واقعی یہ تو عجب صاحب آوازہ ہوا

غنچہ نی پیش کئے گرچہ ہزارون مضمون
مین شکافِ قلمِ صنع اُسے کیون نہ لکہون

گفتگو اسمین ہی بولی مری طبع موزون
جس سے ظاہر ہوا سرِّ خفیِ کن فیکون

شعرا نے اوسے کیا جانئے کیا کیا سمجھا
اسم اعظم کا مگر ہمنے معمّا سمجھا

خط کو کیا خطِ شکستِ دلِ اعدا کہیئے
یا کہ فرمانِ خدا کا خطِ طغرا کہیئے

خطِ یاقوتِ لبِ حضرت عیسیٰ کہیئے
اور یہہ کچھہ نہ سہی خط شفیعا کہیئے

خط کی سرداری سے اللہ نے بخشا ہمکو
ہی شفاعت کی سند خط شفیعا ہمکو

رخ پر نور ہی قرآن کا پہلا نسخا
مشکل ازبس کہ تھا مضمون دہن کا لکھنا

ہاتھہ سے اپنے جیسے خامۂ مصنف نے لکھا
اسلئے حاشیہ لکھا ہی خط رنگین کا

رخ جو ایمان ہی تو اک جزو ہی یہہ ایمان کا
ہی نیا حاشیہ یہ منہہ پہ بجا قرآن کا

نگہ پاک الف سا ہی چشم زیبا
چہرہ پر ہی خط گلزار سے یعنے لکھا
لام گیسو ہی سر مو نہین کچھ فرق اصلا
کہ وہ ہی اصل پی خلقت دین و دنیا

جمع خاطر ہو تو یکجا یہہ مضامین کیجے
دیکھین تضمینین بہت اک نئی تضمین کیجے

لیلۃ القدر مین گیسو کی مجھے دھیان آیا
یہ کھلا دیدۂ ظاہر کا اوتھا جب پردا
کسکی تعظیم کو خم کعبۂ ابرو ہی دلا
کہ مصلی نگہ پاک ہی حافظ ہی خدا

زیر رخسار مبارک وہ خط ریش لطیف
رحل ہی جسپہ بھلا رکھا ہی قرآن شریف

لو لگائی ہی یہی روشنی طبع دلا
نہین پروانگی پاتی ہی مگر فکر رسا
شمع کافوری گردن کا دکھائی جلوا
پر یہان جلتے ہین جبریل کی اندیشہ کجا

سرفرازی اسی گردن کو بہت زیبا ہی
آتش حسن گلو سوز کا یہہ شعلہ ہی

بارک اللہ وہ گردن ہی کہ فوارۂ نور
کیون نہ اس رشک سے مینائے بہشتی ہو چور
جس سے ڈوبی عرق شرم مین ہی شمع طور
گردن ذوق جھکائی ہی یہان حق منظور

حق تو یہ ہی کہ نہ گر چاشنی اسکے ہاتھ آئے
خلد مین شربت دیدار حق اچھو ہو جائے

بال گردن پہ جھلک آئے تو ہوا یہہ روشن
ہی تجھے کس لئے ای خامۂ ایجاد کہن
کہ شب فکر مین افروختہ ہی شمع سخن
انتخابی ہین سب اشعار بیاض گردن

ہر شب و روز چہ آشفتہ بسر می بردی
تا کہ مسودۂ گیسو بہ بیاض آوردی

سخن مہر نبوت ہی عجب سر تا سر — خاموشی مہر وہین ہی یہ ہوا ہون ششدر

مہر کی پشت کی فقروں نے یہہ حقنے لکھا — کہ ہوا نامہ پیغامبری ختم اوسپر

آئی اوسپر بھی جو بنکر شقی گمراہ
خَتَمَ اللّٰہُ عَلیٰ قُلُوبِہِم لیا پڑہ

مہر انور کی جو معلوم ہوے حرف تمام — کلمہ اوسمین لکھا تھا نہین کچھ اوسمین کلام

راست ہیں دعوے مقبولی دین اسلام — ایک کو مہر شہادت ہی مگر ہین دو نام

نئی انداز کی یہہ مہر ہوئی عالمگیر
ایک سکہ مین کھدا نام شہنشاہ و وزیر

عام حضرت کی نبوت ہی شک اسمین کیا ہی — مہر بھی معجزۂ عام بہت خاصہ ہی

کوئی فرعون سا گر منکر بے پروا ہی — تو سر دست یہی مہر ید بیضا ہی

اور پریون مین اگر کفر کی طغیانی ہو
شیشۂ دل پہ یہی مہر سلیمانی ہو

دست رنگین کی صفت بار خدایا کیا ہی — شاخین نخلین جو کہون شاخ گل رعنا ہی

نغمۂ ناطقہ اس باغ مین چپ بیٹھا ہی — بلبل طبع ہزارہ کا یہان غنچا ہی

ہاتھ باندہی ہوی جبریل کھڑے رہتے ہین
دست گلچین پہ یہان دستۂ گل کہتے ہین

ہاتھ کھینچا ہی مصور نے یہان رنگ ہی فق — قلم انگشت شش ہی کف افسوس ورق

پر مری خامہ نے جب صفحہ کو بخشے رونق — سینۂ کلک عطارد ہوا حسرت سے شق

رنگ و بو ظاہر و باطن کے سب ایک جا ہو کر
سیرے ہاتھون پہ تصدق ہوئی گجرا ہو کر

ہاتھ سے آپکے جاری رہے احکام خدا
ہاتھوں ہاتھ اوسنے ادا کردئے سامان قضا
دست تقدیر سے وہ دست دگرگون ہی ہا
دوستو ہاتھ تمہارے ہی اب انصاف اوسکا
یدِ بیضا کو اگر داغ حسد ہی تو رہے
کیون ید اللہ اوسے قوت بازو نکہے

ید بیضا نے سنے ہاتھ کے چرچے اکثر
لاجرم خامہ قدرت نے بھرا رنگ دگر
آبلہ جلکے ہوا چھاسے سفیدی اکثر
شعلہ طور کو فی الجملہ جھکتا پاکر
خوب زردی و سفیدی کا تماشا دیکھا
بیضۂ نیم برشتِ یدِ بیضا دیکھا

بندِ دست آپکا ہی یا کوئی خمسہ کا بند
انگلی ہر ایک ہی وہ مصرع موزون و بلند
طبع اوستادِ ازل بھی ہی عجب نازک بند
انگلی رکھ سکتے نہین جسپہ کہین دانشمند
مجھکو فخر صفت پنجۂ اقدس بس ہی
اس مسدس کی شرف کو یہ مخمس بس ہی

پنجۂ خور کی کشش و پیچ سے ہوتا کیا ہی
بسکہ ہر عضو مین وحدت کا ہویدا جلوا ہی
بیگمان پنجۂ پر نور ہی یکتا ہی
شبہہ ہر انگلی پہ انگشت شہادت کا ہی
دیکھو رکہتی ہی ناخن کا کفِ دست کمال
ہی یہان بدر بھی انگشت نما مثل ہلال

روشنی دے اسے یارب کہ میرا دل ہی سیاہ
مہر انور ہی ہتیلی مہ نو ناخنِ شاہ
ماہ کہنا بھی کفِ دست کو بیشک ہی گناہ
دو نو جسوقت مقابل ہوئی اللہ اللہ
ہمنے یہ معجزۂ عقد انامل دیکھا
اک گھڑی مین مہ نو مہ کامل دیکھا

کون لکھے صفت سینہ صاف سرور | دست بر سینہ ہین حسرت سے یہان جن و بشر
اور کہتے ہین فرشتے یہی حیران ہوکر | لوح محفوظ ہی یا عرش خدا پیش نظر

صدر ایوان رسالت کا عجب سینہ ہی
صورتِ علم لدنی کا یہ آئینہ ہی

بال آئینہ تن پر نہین واللہ مگر | خط باریک ہی اک سینۂ نورانی پر
کیون نہو سینہ سیہ مست بہار دیگر | سایۂ سنبل جنت ہی بر وے کوثر

خط مشکین لبسر سینۂ انور کہیے
آب آئینہ مین یا موجۂ عنبر کہیے

سینہ پر حضرت موسی کی پڑی شب کو نگاہ | نہ ملی اونکو بھی اس وادی ایمن کی راہ
جادۂ راہ سے جبریل مگر تھے آگاہ | بولی دیکھو یہ ہی خس پوش تہ خط سیاہ

رہنمائی کو یہان خضر دل حق جو ہی
کیا ہوا سینہ کا میدان جو مقام ہو ہی

گرچہ پرواز مین اندیشہ ہی بان جبریل | اور ہی فکر رسا سیر دو عالم کی کفیل
نکلے ہر گو می نازک سے کمر کی تمثیل | ہی بجا ہم عددِ لفظ عدم ہی جو عدیل

قاف تک ہمنے بہت کاف کمر ڈہونڈا ہی
کمرین دیکھین ہین پر ایسی کمر عنقا ہی

اس جگہہ پر غلط اور ونکی کمر کا ہی خیال | یہ ہی سرمایہ اقبال تو وہ ہین اک بال
خود شجاعت نہین جب سامنے اسکے کچہ لال | پھر شجاعونکی کمر سے اوسے کیا دیجے مثال

سنکے اوصاف شجاعان جہان گھر آئین
چلتے میدان مین جو آئین تو ہرن ہو جاوین

کا خط نسخ مین لکھوں تو کہوں اک نکتا
واہ کیسا کرون پہ یہہ خط نسخ کمچیا

لام بالف کا ہی انقاطع جو وکر صفی علی
کمر یار کو معدوم ہی سمجھے شعرا

نہین ثابت قدم اس نفی سے استثنا بھی
یہہ وہ لا ہی کہ نہین جس سے بچا الا بھی

سر عالم ہی فداے قدم پاک نبی
ہاتھہ آیا ہی جو کاغذ تو یہہ حسرت ہی نئی

وصف مین جسکی سخندان کا لگ گھستے جی
نہین چلتا ہی لگے پاے قلم مین مہندی

سر بزانو نہ یہان کیو نکہ سخن گو بنشین
انبیا جسکی مقابل مین دوزانو بیٹھین

کعبۂ دین ہین یہہ قبلۂ ایمان دونو
ہین قدم بوس یہان یوسف و اخوان دونو

انکی پابند اطاعت ہین دل و جان دونو
وقف پامالی ہوے مور و سلیمان دونو

مثل بلبل کی سر راہ بچھائین گل چشم
فرش یون گلشن قالین کا بنے بلبل چشم

گل شرمندہ صفای قدم دلجو سے
جوہر فکر کھلے گرچہ ہر اک پہلو سے

شاخ نسرین ہی خجل ساق کی رنگ و بو سے
کھل گئی قلعی مگر آئینۂ زانو سے

ہی سکندر کو بھی حیرت عجب آئینہ ہی
طوطی کو سکتہ ہوا کیا غضب آئینہ ہی

بزم مین تذکرہ پاے نبی گر سن پاے
ناخن پا جو ذرا عقدہ کشای پر آے

شمع کو رشک سے جل جا مگر سر نہ اٹھاے
گرہ ابروے خوبان کی حقیقت کھل جاے

ماہ نو گر کہین ہمچشمی کا خمیازہ کرے
ناخنہ چشم فلک مین خلش تازہ کرے

تو مبارک ہو قدم بوسی حضرت محسن
کس کو ہوتی ہی نصیب ایسی سعادت محسن
اب نہین باقی ہی کچھ خواہش ہمت محسن
آرزو اتنی ہی بس روز قیامت محسن

سر کے بل جاؤن جو نقش قدم سرور پر
عاف محشر کی زمین رکھلون اوٹھا کر سر پر

ہی یہہ امید کہ جب کرم ہو بازار نشور
یون کہے بادشہ بارگہ عالم نور
تو سراپا ہمین دو تم عوض جور و قصور
مین کہون واہ مجھے یہ نہین ہرگز منظور

صفت حاضر ہی مگر اسکی یہ تدبیر نہین
کھوتے دامون بکے یوسف کی یہہ تصویر نہین

نغمہ پردازی بلبل خوش خوان چمن طبع مصنف در گلشن تاریخ تصنیف سراپا

حلیہ اشرف نسل آدم

صلی اللہ علیہ وسلم

تمت

محررہ سید ابراہیم ١٢٧٦

خاتمة الطبع

سراپا زیبائی و همه تن رعنائی گروه سر شاهد سخنی است که حلهٔ صدق در بر و تاج بر سر دارد
یعنی سخن نعت شیرین سخنی که حضرت سخن آفرین خود سخن سنج ثنای اوست و روح اوست:
روح الامین پروانهٔ شمع زیبای حرف منقبت سراپا نور خدای او قیس سراپا قصور که سر از
پا نشناسد سر انداخت که بدیع گوهر کلامی که از لب محمد محسن کاکوروی به نعت آن افصح بنی
عدنان که ما ینطق عن الهوی حق فی است از دفتر مدایح بی انتهای او وَاِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحیٰ
صفت است از جمله اوصاف کلام زیبای او چکیده زیور گوش سخن فهمان گردیده لب گشاید ما حیرت
مهر لب است و کمی حیرت پرده روی مطلب سبحان الله مقبول کلامی که قدسیان شور صل علی و علویان
غلغلهٔ سبحان الله بگوش سخنور میرسانند و آیهٔ حسن پیرایهٔ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْن
در شان آن محسن آفاق محقق میدانند آشفتگان جمال محمدی و دلبستگان حلیهٔ احمدی را
مژده باد که چنین جذیرهٔ جمیله از حجلهٔ نظر فریبی آمده پا در راه ظهور نهاده و کمر بدلبری بسته و دست
بجان ربائی گشاده یعنی حافظ محمد نظام الدین جوش سراپا دانش و همه هوش متوطن کول حفظه الله
تعالی که تمام همتش در تحصیل مثوبات مصروف و باحراز ذخایر حسنات مشغوف است خواست که همه اخوان
مسلمانان از تحصیل شرف ثواب زیارت قصیدهٔ تا تنویر سراپای رسول اکرم صلی الله علیه وسلم
محروم نمانند الحمید مسدسی که نقشش حسب عالم نظیرش و رقوت تخلیه نیاید زیب افزای جلد الطباع تا ابد
لاجرم محمد حسین خان که بحسن عقیدت و صفای طینت نظیر خود ندارد در مطبع مصطفائی دهلی
بمطلب خوش رقم عطارد شیم محمد نورشاه که قلمش شعلهٔ طور و رقمش شعشهٔ نور دیدهٔ آفتابش همی
با منت بنشست دارد و سواد روشنائی حروفش داغ بر دل ماهتاب میگذارد و تحلیهٔ طبع آراست و از تحفهٔ که خود
مصنف باجازت طبع تحقیق یافته نقل برداشته و بتصحیح تمام سوم ماه حج سنه ۱۲ هجری روز یکشنبه بزیور انطباع پیراسته بود
بلیشائی در مطبع مظهر العجائب مدراس مطبوع گردید الحمد لله اولاً و آخراً تمت